خبر وہ آئی کہ بزم زندگی تھرا گئی

شیخ الحدیث
حافظ محمد الیاس اثری
گوجرانوالہ

بزرگوارم جناب حافظ عبدالمنان صاحب نور پوری وحید دھرہ مرحوم نہایت متواضع، منکسر المزاج انسان تھے، تکبر و تعلّی سے بہت دور تھے یاد رہے کہ ان کی مقبولیت عامہ کا یہی سبب تھا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا؛

ماتواضع احدلله الا رفعه الله (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب استحباب العفو و التواضع) کوئی آدمی بھی اللہ کے لیے عاجزی کرے گا تو اللہ پاک اسکو بلند کریں گے۔

یہ اللہ پاک کا وعدہ ہے اور ان کا وعدہ سب سے زیادہ سچا ہے (سورہ نساء نمبر 87) جناب نبی کریم ﷺ کی بات بھی تو اللہ پاک کی بات ہے، اسی وصف کی بنا پر وہ لوگوں کے دلوں میں بستے تھے، جس طرف بھی وہ جاتے تو لوگ بھاگ بھاگ کر حتی کہ اپنی دو کانوں سے اٹھ اٹھ کر ان سے مصافحہ کرتے تھے ان کی اپنی بھی یہی حالت و کیفیت تھی کہ وہ بھی بڑی محبت و پیار سے ملتے تھے اور دوست و احباب سے بڑے اچھے الفاظ میں ان کی خیریت دریافت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عزیزم مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی مدیر ترجمان الحدیث فیصل آباد نے اپنے گاؤں؛ میر پور شاہ کوٹ ضلع ننکانہ، میں اپنے اساتذہ اور دیگر کچھ کبار علماء **حفظھم اللہ** کو مدعو کیا حضرت نور پوری مرحوم بھی ان کے استاذ تھے وہ بھی تشریف لے گئے، جب نور پوری مرحوم تشریف لائے تو تمام علماء عظام سے وہ ملے اور بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے اور معانقہ بھی کرتے تھے وہ یہ عمل کر کے ابھی فارغ ہوئے ہی تھے اتنے میں میں مسجد میں داخل ہوا تو فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور میری طرف بڑھے مصافحہ اور معانقہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا بڑا پن تھا ورنہ میری کیا حیثیت ہے (**من آنم کہ من دانم**)

جب بھی عیدین کا موقع آتا تو میں بحمداللہ تعالیٰ ان کو فون پر مبارک" کہتا، علیک سلیک ہوتی تو بڑی خوشی سے کہتے **اھلاً و سھلاً و مرحباً! حیاکم اللہ! اکرمکم اللہ!** سناؤ کیا حال ہے؟ میں الحمدللہ کہہ کر جواب دیتا

میں نے ایک مرتبہ خوش طبعی سے کہہ دیا کہ حافظ جی! آپ بڑے آدمی ہیں فوراً فرمانے لگے کہ

میں نہیں آپ بڑے آدمی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں کیسے بڑا ہوں آپ نے کبھی مجھے فون کیا ہے؟ جب بھی فون کرتا ہوں میں ہی کرتا ہوں' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں چھوٹا ہوا اور آپ بڑے ہیں فرمانے لگے کہ بڑے تو آپ ہی ہیں فون نہ کرنا یہ میری کوتاہی ہے یہ ان کی انکساری تھی میں نے شاعر کی زبان میں کہا۔

اندر شاخ پر میوہ سر برزمین

جب تک استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مرحوم زندہ تھے' میں بعض مسائل میں ان سے مراجعت کرلیا کرتا تھا ان کی وفات کے بعد پھر میری نگاہ نور پوری مرحوم پر جا ٹکی کہ اب ان سے مشاورت کرلیا کرونگا پھر جس مسئلہ پر ان کو شرح صدر ہوتا تو خوب بحث کرتے مگر بعض دفعہ کہہ دیتے کہ یہ مسئلہ مجھے نہیں آتا' میں کہتا حافظ جی! جب لوگ مسائل کی تحلیل کے لیے دور دراز علاقوں سے سفر کی صعوبتیں جھیل کر ہمارے پاس آئیں اور ہم ان کو صرف یہ کہہ کر فارغ کردیں کہ میاں صاحب! یہ مسئلہ مجھے نہیں آتا تو وہ جواب میں کہیں کہ یہ مدارس بند کرو۔ اگر تمہیں مسائل نہیں آتے یا تم نے سائل حضرات کی ضروریات دینیہ پوری نہیں کرنیں تو پھر بچوں کو تم کیا تعلیم دو گے؟ حافظ جی! بتایئے ہم عوام کو کیا جواب دیں؟ میں عرض کرتا کہ سوچ و بچار کریں' اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے کوئی اجتہاد ہی کریں۔ بس وہ ایک ہی بات کہہ دیتے کہ مجھے یہ مسئلہ نہیں آتا' حقیقت تو وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے مگر میرے تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ کسی مشکل مسئلہ کے پیش آنے پر اگر غور و تامل اور تدبر و تفکر سے کام لیا جائے تو اللہ پاک اس میں مدد فرماتے ہیں اور اس کا کوئی نہ کوئی حل القاء کردیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں کوئی نہ کوئی مجتہد عالم دین موجود ہوتا ہے جو لوگوں کی رہنمائی کرتا رہتا ہے جیسا کہ ہماری تاریخ اس امر کی شاہد ہے' میرے خیال میں حافظ صاحب یا ان جیسے دوسرے علماء اپنے ذمہ کچھ نہیں لینا چاہتے تھے اگر غور کیا جائے تو مجتہد بھی اپنے ذمہ کچھ نہیں لیتا وہ بھی نصوص کو سامنے رکھ کر خداداد صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے راہنمائی کرتا ہے اور ثواب و اجر کا حقدار ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ ائمہ متقدمین میں بھی ایسی امثلہ موجود ہیں کہ بڑے بڑے اساطین علم بھی لا ادری پکار اٹھتے ہے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ کے بارے میں منقول ہے۔ یہ اہل علم کی ایک شان ہے کیونکہ علمی دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) رجل یدری ویدری انه یدری ' کہ ایک آدمی ایک مسئلہ جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ مسئلہ اس کو آتا ہے' وہ بیان کرسکتا ہے' رہنمائی کرسکتا ہے یہ بھی علم کی نشانی ہے۔

(2)رجل لا یدری ویدری انه لایدری" ایک آدمی ایک بات نہیں جانتا اور اس کو علم ہے کہ اس کو یہ بات نہیں آتی' نہ وہ کسی سے بیان کرتا ہے اور نہ کسی سے کچھ کہتا ہے یہ بھی علم کی علامت ہے۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

من علم فلیقل ومن لم یعلم فلیقل الله اعلم فان من العلم ان یقول لمالا یعلم لا اعلم فان الله قال "لنبیه"قل ما اسالکم علیه من اجروما انا من المتکلفین (صحیح بخاری' کتاب التفسیر ص 703/2)

جس کو کسی مسئلہ کا علم ہے تو وہ بیان کرے اور جس مسئلہ کا علم نہ ہو تو سائل کو کہہ اللہ اعلم کیونکہ جس مسئلہ کا علم نہ ہو اور وہ (مجیب) کہہ دے کہ میں نہیں جانتا تو یہ بھی علم کی نشانی ہے اللہ پاک نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ کہہ دیں میں تم سے تبلیغ احکام پر اجرو مزدوری نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

(3)رجل لایدری ولایدری انہ لایدری'ایک آدمی ایک مسئلہ جانتا ہی نہیں ہے اور وہ (اتنا جاہل ہے کہ) اس کو اس بات کا بھی علم نہیں کہ اس کو یہ مسئلہ نہیں آتا یہ جہل مرکب کی علامت ہے یعنی ایسے آدمی میں کئی جہالتیں جمع ہیں کسی مسئلہ میں لا ادری کہنا اہل علم کے ہاں معیوب نہیں ہے مگر عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اہل علم کی ایک جماعت بنائی جائے اور مشورہ سے فتاوی جاری کئے جائیں تو یہ بڑا خوش آئند عمل ہوگا میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ شیخ عبدالمنان نور پوری مرحوم اور شیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ آپس میں کئی مسائل پر بحث کیا کرتے تھے اور بڑے اچھے موڈ میں ہوتے تھے کسی کو بھی علم بخار نہ تھا' اس سے قبل میں حضرت الاستاذ ابوالبرکات احمد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کو کہ وہ شیخ الکل حافظ محمد محدث گوندلوی سے بعض مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے اللہ کرے کہ یہ فضا پیدا ہو جائے تو بہت سارے مسائل اور الجھنیں حل ہو سکتی ہیں۔

المعاصرۃ اصل المنافرۃ' ایک وقت میں چند کبار علماء کا وجود بعض دفعہ اختلافات کا باعث بن جاتا ہے پھر وہ کبھی کبھار ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات بھی کر لیتے ہیں کیونکہ ہم زمانہ ہونا ہی منافرت وعداوت کا سبب ہوتا ہے مگر حضرت حافظ عبدالمنان نور پوری مرحوم بڑے صاف دل ودماغ کے آدمی تھے۔ان کو انا ولا غیری کا بخار نہیں تھا ہماری معلومات کے مطابق وہ کسی بڑے یا چھوٹے سے عداوت ونفرت نہ رکھتے تھے' ان کی مجلس میں اگر کوئی آدمی کسی عالم کا نام لیکر بات کرتا تو اس سے ناراض ہوتے اور اس کو فرماتے کہ نام لیے بغیر مسئلہ پوچھیں' نام کیوں لیتے ہو؟ یہ ان کے دل ودماغ کے صاف ہونے کی علامت تھی۔

ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ الاحد (وفات 1991) کی عادت تھی کہ جب ان کے پاس کوئی سائل آتا اور کسی دوسرے عالم کا نام لیتا کہ انہوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کیا یہ درست ہے؟ استاذ محترم فرماتے کہ یہ مسئلہ آپ کو شاید سمجھ نہ آیا ہو۔ انہوں نے ایسا بیان نہ دیا ہوگا آپ ان سے دوبارہ پوچھ لیں! کوئی بات نہیں ہے جا کر تحقیق کر لیں! وہ پھر بار بار پوچھتا تو حضرت الاستاذ فرماتے کہ جس طرح آپ بیان کر رہے مسئلہ اس طرح نہیں ہے مسئلہ یوں ہے۔ یہ اہل علم کی وسعت ظرفی ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

تیسری عالی مرتبت شخصیت حضرت حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی کی ہے وہ ایک مرتبہ گوجرانوالہ تشریف لائے تو کسی ملنے والے نے ان سے کہہ دیا کہ فلاں مولانا نے آپ کو برسر منبر بہت کوسا ہے۔ انہوں نے سن لیا' جب خطاب کا موقع آیا تو دوران گفتگو فرمانے لگے کہ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ فلاں مولوی صاحب نے آپ کو برا بھلا کہا ہے تو میں آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ میں نے ان کو معاف کیا اور اگر آئندہ بھی وہ کوئی بات کریں تو پیشگی معاف کر دیتا ہوں۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یاجریر المجامع

یہ وہ شخصیات ہیں جو بلا تحقیق کوئی بات نہ کرتی تھیں یہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں ہمیں بھی اپنی زندگیاں ایسے ہی بنانی ہوں گی پھر جب دنیا سے جائیں گے سرخرو ہو کر اللہ پاک سے ملیں گے۔ ان شاء اللہ

حق المسلم ۔ حافظ عبدالمنان نور پوری کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو عاملین بالحدیث ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی کسی سے مذاق نہیں کیا نہ کبھی کسی سے خوش طبعی کی ہے کبھی سنجیدگی کا دامن نہیں چھوڑا' کئی مرتبہ مختلف مقامات پر یا اجتماعات پر ان سے ملاقات کا موقع میسر آیا کبھی ان کو کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا حالانکہ بڑے بڑے بزرگ بھی کسی نہ کسی موقع پر طنز و مزاح کرتے دیکھے گئے ان کی کوشش ہوتی تھی کہ میری زبان سے بھی کوئی غیر شائستہ بات نہ نکلے اور میرے وجود سے بھی کسی غیر اخلاقی عمل کا وقوع نہ ہو اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب تھے' تھوڑا بہت کسی بات پر مسکرا دیں تو وہ الگ بات ہے ویسے تو ہر کام میں دین و شریعت کو سامنے رکھتے تھے اور بھی بے شمار علماء اور عوام عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر حقوق المسلم میں سے دو حقوق پر بہت توجہ رکھتے تھے' (1) سلام کہنا (2) بیمار پرسی کرنا' جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

حق السلم على المسلم خمس ' ردالسلام' و عيادة المريض' و اتباع الجنائز و اجابة الداعی و تشميت العاطحس. (صحیح بخاری 'کتاب الجنائز ' باب الامر باتباع الجنائز ص 16/1)

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (1) سلام کا جواب دینا (2) مریض کی خبر گیری کرنا (3) مسلمان کی نماز جنازہ ادا کرنا (4) دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنا (5) چھینک مارنے والے کا جواب دینا"

ہمارے شہر میں ان کی بہت عزت وتوقیر اور عظمت تھی حضرت نور پوری مرحوم کا عام معمول تھا جب ان کو علم ہوتا کہ کوئی عالم دین یا کوئی جماعتی ساتھی بیمار ہے تو صبح کے درس کے بعد حضرت شیخ نور پوری مرحوم اپنے چند رفقاء کے ساتھ تیمارداری کے لیے اس بیمار ساتھی کے گھر پہنچ جاتے اور پوری طرح بیمار پرسی فرماتے اور دعائیں بھی دیتے۔

استاذ محترم جناب ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ الاحد کے ہمراہ ہم بھی ایک مرتبہ حضرت شیخ الکل فی زمانہ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تیمارداری کے لیے لاہور کسی ہسپتال میں گئے تو انہوں نے صرف رئیس المحدثین ہی کی تیمارداری نہیں کی بلکہ اس وارڈ میں جتنے مریض تھے ان سب کی خیریت دریافت کی اس دن سے ہمارے ذہنوں میں بھی وسعت پیدا ہوگئی۔ اب ہم بھی یہی کوشش کرتے ہیں شیخ نور پوری تو بعض اوقات بریلوی مکتب فکر کے علماء کی بھی خبر گیری کر لیا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے سنا ہے' اسی طرح وہ اپنے جماعتی ساتھیوں کے بارے میں سنتے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں تو کوشش کر کے ان کی نماز جنازہ ادا کرنے جاتے پھر وہ لوگ دیکھتے کہ شیخ موصوف آئے ہوئے ہیں تو وہ حضرت نور پوری مرحوم کا اعلان کر دیتے کہ وہ نماز جنازہ کی امامت فرمائیں گے تو حضرت پوری دعائیں پڑھ کر نماز پڑھاتے تاکہ حق المسلم ادا ہوجائے۔ پھر دوسرے دن تعزیت کے لیے بھی تشریف لے جاتے۔

حافظ صاحب مرحوم بڑے مشفق اور نرم خو تھے مگر کبھی کبھی بتقاضا بشریت ذرا سختی سے بھی پیش آتے تھے مگر پھر جلدی ہی نرم بھی ہو جایا کرتے تھے ایک صحیح مسلمان کی یہی کیفیت ہے اس بارے میں جو کچھ لکھوں گا اس میں بھی ان کی عظمت ہی ثابت ہوگی مولانا محمد خالد سیف خطیب جامع مسجد توحید گنج اہل حدیث گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھا ایک دن سبق کے لیے حاضر ہوا کتاب بھی علم منطق کی تھی' شرح التہذیب اس کا نام تھا' میں نے حسب دستور عبارت پڑھی تو اس میں کچھ اغلاط بھی ہو گئیں تو فرمانے لگے۔ "مولوی صاحب عبارت تو پڑھنی آتی نہیں تو کتاب کیا خاک سمجھ آئے گی؟" میرا بھی بچپن تھا میں نے عرض کیا حافظ جی! نہ تو میرا باپ نحوی تھا نہ میری ماں علم صرف جانتی تھی' ہم دیہاتی لوگ ہیں' آپ کے پاس پڑھنے آئے ہیں آپ بھی اگر ایسا کریں گے تو

ہم کہاں جائیں گے' تو میں چلتا ہوں السلام علیکم! حافظ صاحب فوراً فرمانے لگے کہ مولوی صاحب آ جاؤ! آ جاؤ' پڑھو! اب ایسا نہیں کہوں گا۔

یاد رہے کہ کوئی اور استاذ ہوتا تو چھڑی پکڑ لیتا اور مار مار کر ہڈیاں توڑ دیتا کہ تم میرے سامنے بولتے ہو' تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی مگر وہ اللہ والے لوگ تھے فوراً ہی نرم ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے مولوی محمد خالد کے دل کی ٹھنڈک بن گئے۔

آج مولانا خالد سیف صاحب اپنے تقویٰ و پرہیز گاری اور تعلیم و تبلیغی خدمات کے ساتھ ان شاء اللہ العزیز حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

سادگی 'طبیعت نہایت ہی سادہ تھی' کوئی ٹیپ ٹاپ نہ ہوئی تھی' بیٹھتے تو بڑی عاجزانہ حالت اور انداز میں بیٹھتے۔ مجالس میں عموماً خاموش ہیکو پسند کرتے تھے۔ وہ دوسرے علماء کو بڑے ادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے' حسب الوقت مہمانی کا پورا حق ادا کرتے تھے' بڑی سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ سر پر ہمیشہ رومال باندھتے تھے' کسی کو جوتا نہیں پکڑنے دیتے تھے ان کے لیے کوئی مخصوص جگہ بنائی جاتی کہ یہاں بیٹھ جائیں وہاں بالکل نہ بیٹھتے عام ساتھیوں کے ساتھ ہی بیٹھنا پسند کرتے تھے ایک مجلس میں میں بھی تھا صاحب خانہ نے ان سے عرض کیا کہ حضرت! یہاں تشریف لے آئیں وہ نہ مانے' میں نے اٹھ کر عرض کیا کہ حضرت جی! اہل حدیث حضرات عموماً اتنی چاہت نہیں کرتے اگر یہ لوگ کرتے ہیں تو آپ قبول کریں تا کہ دوسری علماء کی بھی خدمت کرنے کے عادی بن جائیں مجھے کہتے کہ آپ وہاں بیٹھ جائیں میں نے عرض کیا کہ میں بیٹھ جاتا ہوں میں آپ کی بات مان لیتا ہوں' آپ بھی میری بات مان کر میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ حضرت حافظ صاحب تصنع اور بناوٹ سے بہت دور تھے ان کی تحریر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے بلا تکلف بولتے تو قافیہ بندی ہو جایا کرتی تھی اور بلا تکلف قافیہ بندی ممنوع نہیں ہے اپنے کام خود کرنے کے عادی تھے ہم نے اپنے استاذ محترم ابوالبرکات احمد مرحوم کو بھی دیکھا کہ وہ بھی اپنے معاملات خود نپٹاتے تھے جب ان کے بچے جوان ہوئے تو پھر انہوں نے ان کا ہاتھ بٹایا۔

یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ دوسروں پر بوجھ نہیں بنتے اور نہ ہی ان کو کسی پریشانی میں ڈالتے ہیں گھر کے کام کرنے سے عاجزی و انکساری بھی آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے اور مومن کا بڑا حسین زیور ہے۔

اللہ پاک ان اکابرین کی دینی محنتیں قبول و منظور فرمائیں (آمین)